سرکاری رپورٹ

آٹھواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ پنجشنبہ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۸۷ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
(۱)	تلاوتِ قرآن پاک اور ترجمہ ۔	۱
(۲)	**وقفۂ سوالات**	
	علیحدہ فہرست میں درج سوالات اور ان کے جوابات ۔	۲
(۳)	زیر التوا سوالات اور ان کے جوابات ۔	۱۸
(۴)	**اعلانات**	۳۴
	(۱) رخصت کی درخواستیں ۔	
(۵)	**غیر سرکاری کارروائی ۔**	
	(۱) معزز اراکین کی جانب سے پیش کی گئی مختلف قراردادیں ۔	۳۸

جلد ہشتم

شمارۂ سوم

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کا آٹھواں اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز پنجشنبہ مورخہ ۵ر مارچ ۱۹۸۷ء بوقت دس بجے صبح زیر صدارت محمد سرور خان کاکڑ اسپیکر / ڈپٹی اسپیکر صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا ۔

تلاوت قرآن پاک

و ـــــ ترجمہ از قاری سیّد حماد کاظمی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى
اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا
فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا قف فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ
تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

(صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ -)

اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو۔ اور اللہ کیلئے سچی گواہی دو ۔ خواہ اسمیں تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے، یا فقیر، تو اللہ ان کا خیرخواہ ہے ۔ تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر۔ عدل کو نہ چھوڑ دینا ۔ اگر تم پیچدار شہادت دو گے ۔ یا شہادت سے بچنا چاہو گے ۔ تو جان لو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

(وما علینا الا البلاغ)

وقفہ سوالات

مسٹر اسپیکر۔ اب وقفہ سوالات ہے۔ پہلا سوال میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کا ہے۔

*۳۵۵ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر مواصلات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔
ضلع خاران کے علاقے میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر اب تک کس قدر رقم خرچ کی گئی ہے تفصیل دی جائے۔

ڈاکٹر محمد حید بلوچ
وزیر مواصلات و تعمیرات

ضلع خاران کے علاقے میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر اب تک ۷۲۶۲۶۹۵/۵۰ ر کی رقم خرچ ہوئی ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! میں وزیر متعلقہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو رقم مبلغ ۷۲۶۲۶۹۵/۵۰ ر روپے رکھی گئی ہے۔ ان کی تفصیل نہیں دی گئی رقم کس سال سے کس سال تک خرچ کیئے گئے ہیں۔ اسکی تفصیل دی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ اس کا مجھے ابھی تک علم نہیں ہے۔ میں اس کی تفصیل کا پتہ کر کے آپ کو بتا دوں گا۔

مسٹر اسپیکر! میں محترم وزیر صاحب سے کہوں گا کہ انہوں نے صحیح جواب نہیں دیا ہے۔ انہوں نے اس کی تفصیل مانگی ہے آپ کو تفصیل دینی چاہیئے

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ میں اس دفعہ تو معذرت چاہتا ہوں۔ اگلی دفعہ پورا جواب دوں گا۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال۔

*۳۶۷۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ اس وقت بلوچستان میں گریڈروں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں کام کر رہے ہیں اور جن گریڈروں سے کام نہیں لیا جا رہا ہے انکی ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات

محکمہ تعمیرات و مواصلات بلوچستان کے پاس جو موٹر گریڈر ضلعی سطح پر موجود ہیں انکی کل تعداد ۱۲۰ ہے

نمبر شمار	ضلع کا نام	تعداد گریڈر جو کہ محکمہ میں کام کر رہے ہیں	کیفیت
(۱)	کوئٹہ	۲۸ عدد	۱ عدد چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کوئٹہ کے ساتھ کام کر رہا ہے ۱ عدد کوئٹہ ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے ساتھ کام کر رہا ہے ۱ عدد بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے ساتھ کام کر رہا ہے

۱ عدد نیشنل ہائی وے بورڈ کوئٹہ کیمپ میں کام کر رہا ہے
۵ عدد بی اینڈ آر ڈویژن کوئٹہ میں ہیں،
۱۹ عدد ای اینڈ ایم اسٹور کوئٹہ میں موجود ہیں، ٹوٹل ۲۸ عدد

(۲)	پشین	۹ عدد	۱ عدد چیئرمین کونسل ڈسٹرکٹ پشین میں کام کر رہا ہے
(۳)	گوادر	۴ عدد	۱ عدد چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل گوادر میں کام کر رہا ہے
(۴)	ڈیرہ بگٹی	۱ عدد	۱ عدد چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل ڈیرہ بگٹی
(۵)	پنجگور	۵ عدد	〃 〃 〃 〃 پنجگور
(۶)	تربت	۱۰ عدد	〃 〃 〃 〃 تربت
(۷)	نوشکی	۶ عدد	〃 〃 〃 〃 نوشکی
(۸)	لورالائی	۷ عدد	〃 〃 〃 〃 لورالائی
۱	۲	۳	۴
۹	اوتھل	۳ عدد	〃 〃 〃 〃 اوتھل
۱۰	بیلہ	۳ عدد	〃 〃 〃 〃 بیلہ
۱۱	نصیر آباد	۲ عدد	〃 〃 〃 〃 نصیر آباد
۱۲	کچھی	۶ عدد	〃 〃 〃 〃 کچھی
۱۳	زیارت	۴ عدد	کوئی کام نہیں کر رہا ۔
۱۴	سبی	۴ عدد	ایک عدد چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل سبی
۱۵	ژوب	۶ عدد	〃 〃 〃 〃 ژوب
۱۶	قلات	۷ عدد	〃 〃 〃 〃 قلات
۱۷	خاران	۵ عدد	〃 〃 〃 〃 خاران
۱۸	خضدار	۵ عدد	〃 〃 〃 〃 خضدار
۱۹	کوہلو	۵ عدد	〃 〃 〃 〃 کوہلو
	ٹوٹل	۱۲۰ عدد	

میر عبدالکریم نوشیروانی ۔ جناب والا! جیسا کہ سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کل گریڈرز کی تعداد ۱۲۰ ہے ۔ یہاں اکثر روڈ سنگل ہیں، ان کی گریڈنگ کرائی جائے تو آمدورفت میں سہولت ہو سکتی ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ ۱۲۰ نہیں بلکہ صرف ۲۸ کوئٹہ میں موجود ہیں جتنے بھی گریڈر ہمارے پاس موجود ہیں ہم استعمال کر رہے ہیں ۔

میر عبدالکریم نوشیروانی ۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے اس وقت ہمارے پاس ۲۸ گریڈر موجود ہیں ۔ ہمارے علاقے ضلع خاران جو وسیع ضلع ہے صرف ۵ گریڈر ہیں جن کی حالت قابل استعمال نہیں ہے ۔ اور جو گریڈر یہاں موجود ہیں ان میں سے ہمیں دو دے دیں تاکہ ہمارے دور دراز علاقے ہیں وہاں سڑکوں کی حالت خراب ہے وہاں کی سڑکیں کچھ درست ہو جائیں ۔ برائے کرم ہمیں دو نئے گریڈر عنایت کر دیں تو ہم آپکے مشکور ہوں گے ۔

وزیر مواصلات و تعمرات ۔ جناب والا! پتہ کر لیتے ہیں اگر کوئی گریڈر موجود ہے یا فارغ ہے ہم انشاءاللہ ان کو دے دیں گے ۔

مسٹر اسپیکر :۔ اگلا سوال ۔

*۲۷۶ ۔ **میر عبدالکریم نوشیروانی** ۔

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ سال بارشوں کی وجہ سے سریاب روڈ متاثر ہوا ہے اور سڑک میں ایک کافی بڑا کھڈ بھی پڑ گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا رواں مالی سال کے دوران اس سڑک کی مرمت متوقع ہے تفصیل دی جائے۔

وزیر تعمیرات و مواصلات

(الف) درست ہے۔

(ب) سڑک کی باقاعدہ مرمت کے لئے بیس لاکھ روپے کا PC - I بنا کر نیشنل ہائی وے بورڈ اسلام آباد کو بھیجدیا گیا ہے۔ رقم مہیا ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال۔

نمبر ۳۸۷ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نوشکی روڈ سے ایک سڑک بمقام کوشنگ علیحدہ ہو کر کراچی کو جاتی ہے اور اس روڈ پر تفتان، نوکنڈی اور کراچی کے لئے بھی گاڑیاں گزرتی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی حالت تسلی بخش نہیں ہے نیز اس سڑک کی مرمت کے لئے کتنی رقم مخصوص کی گئی ہے تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔

(الف) مذکورہ سڑک لکپاس سے تقریباً پانچ میل پر نوشکی روڈ سے علیحدہ ہو کر آر سی ڈی شاہراہ پر پڑتی ہے۔ جس کی لمبائی سات کلو میٹر ہے۔ تفتان نوکنڈی کے ٹریفک کے لئے بائی پاس کا کام دیتی ہے۔

(ب) مذکورہ سڑک کی حالت تسلی بخش ہے۔ جسکی چوڑائی ۱۲ فٹ ہے۔ جو واقعی ٹریفک کے لئے ناکافی ہے اگر مناسب

رقم فراہم کی گئی تو مذکورہ سڑک کو مزید چوڑا کیا جا سکتا ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ (ضمنی سوال) وزیر موصوف نے جو فرمایا ہے کہ مرمت کرائیں گے میں اس کے لئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ساتھ ہی یہ بھی کہونگا کہ اس وقت جتنی ٹریفک ہے اسی سڑک کے ذریعہ ہے سنگ مرمر کراچی کو اسی راستہ سے لے جائی جاتی ہے۔ مجھے امید ہے وہ اسکی مرمت کروائیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب والا اگر معزز رکن اس کو امپاٹنش دیتے ہیں تو وہ ایم پی اے فنڈ سے رقم مہیا کر دیں ہم انشاء اللہ ضرور مرمت کرینگے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ایم پی اے فنڈ سے ان کو رقم دیدیں تو ایم پی اے فنڈ کے بارے میں عرض ہے کہ اس کی مثال تو اونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر ہے بستونگ اور قلات ڈسٹرکٹ کے رکن بیٹھے ہوئے ہیں وہ فنڈ دینے کیلئے تیار ہیں بشرطیکہ آپ بنائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ اگر فنڈ دیدیں تو ہمیں بنانے پر کوئی اعتراض نہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی صاحب کا ہے۔

نمبر ۲۹۴ حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی

کیا وزیر مواصلات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پشین کی تمام تر آبادی کی آمد و رفت کا انحصار قلعہ عبداللہ پیر علیزئی، گانگلزئی اور بند خوشدل خان روڈ پر ہے جبکہ گذشتہ سال اس روڈ کے لیے ۲۰ لاکھ روپے میں نے اپنے فنڈ سے مختص کیے تھے لیکن روڈ پر کام کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس روڈ پر اب تک کام مکمل نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں نیز کیا حکومت اس کام کو جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔

اندازاً ۵۰ فی صد آبادی کا انحصار اس روڈ پر ہے ۔ یہ درست ہے کہ گذشتہ سال اس سڑک کے لئے حکومت نے ۲۰ لاکھ روپے مختص کئے تھے جو کہ صوبائی ممبر کے خصوصی فنڈ سے دیئے گئے تھے ۔
~~جہاں تک کام کی رفتار کا تعلق ہے تو جتنی رقم مہیا کی گئی تھی اس کے مطابق کام مکمل ہو چکا ہے ۔~~
مہیا کردہ رقم کے مطابق کام مکمل ہو چکا ہے ۔ پورے سڑک کی بلیک ٹاپنگ اور سٹرکچر کی تعمیر پر کروڑوں روپے کی لاگت آتی ہے ۔

حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی ۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر ! آپکی اجازت سے میں یہ سوال پوچھنا چاہوں گا اس کے لئے بیس لاکھ روپے رکھے تھے جام صاحب بھی وہاں دورے پر آئے تھے قلعہ عبداللہ میں انہوں نے فرمایا تھا کہ فی الحال رقم ختم ہو گئی ہے لیکن یہ سڑک بند نہیں ہو گی ہم کام جاری رکھیں گے مگر ابتک کام نہیں ہوا ہے ۔ پی سی ون تیار ہو گیا تھا ۔ محترم جام صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اسکی وضاحت ہو جائے کہ آیا یہ کام جاری رہے گا یا بند ہو جائے گا ۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ ایم پی اے فنڈ سے رقم مہیا

کیجائے تو جناب والا! یہ تو ممکن نہیں کیونکہ ایم پی اے فنڈ سے تو پانچ لاکھ روپے کی گنجائش ہوتی ہے صوبائی حکومت کے فنڈ اس مقصد کیلئے ہوتے ہیں پی سی ون تیار ہو گیا ہے ۔ اس کے متعلق آپ کیا فرمائیں گے؟ ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب اسپیکر! میرا خیال ہے کہ اس سے میرا تعلق نہیں ہے ۔ عرض ہے کہ جام صاحب جتنی رقم دے سکتے ہیں ہم کام کرنے کیلئے تیار ہیں جتنا ایم پی اے فنڈ ہمیں دیا گیا ہے ہم نے اتنا کام کیا ہے ۔

مسٹر اسپیکر ۔ اگلا سوال ۔

***۳۹۵ حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی ۔**

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۔

کیا حکومت کوئٹہ غزہ بند، گلستان روڈ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کب اور اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔

فی الحال سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس روڈ کی تعمیر کرانے کا کوئی پروگرام نہیں ہے اگر متعلقہ صوبائی ممبر اس سڑک کی تعمیر کے لئے رقم مہیا کریں تو کام شروع ہو سکتا ہے ۔

حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی ۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! آپکی اجازت

سے ضمنی سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! کوئٹہ غزہ بند روڈ گلستان تک چالیس میل کے فاصلہ پر ہے جبکہ قلعہ عبداللہ سے گلستان ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں بھی کافی آبادی ہے۔ ایم پی اے فنڈ کی بات آتی ہے۔ ہم وزیر موصوف سے گذارش کریں گے کہ کم از کم اس روڈ کیلئے مخصوص فنڈ فراہم کریں تاکہ کچھ نہ کچھ کام آئندہ کیلئے ہو سکے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ وزیر مواصلات کے پاس مخصوص فنڈز نہیں ہیں۔ جن سے روڈز بنائے جا سکیں۔ مینٹیننس فنڈز ہمارے پاس ہیں جس سے ہم روڈ نہیں بنا سکتے۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال۔

*۔ ۳۹۶۔ حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئٹہ چمن اور پشین ہائی وے پر گذشتہ پانچ سالوں کے دوران کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں لیکن روڈ کی تعمیر توقعات کے معیار پر پورا نہیں اترا ہے اور جگہ جگہ پر کھڈے پڑے ہوئے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس روڈ کو معیاری تعمیر کرنے اور روڈ کو مزید چوڑا کرنے کے سلسلہ میں وفاقی حکومت سے رجوع کرنے پر غور کریگی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات

یہ درست ہے کہ اس سڑک کی تعمیر پر کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اور اس کا کام بیشتر حصہ N L C سے مکمل کروایا گیا ہے تعمیر کے بعد جو گڑھے اس روڈ پر پڑ گئے تھے وہ بھی N L C سے درست کروا دیئے ہیں اور اب سڑک کی حالت تسلی بخش ہے۔

جناب اسپیکر! کل میری میٹنگ ہوئی سیکرٹری صاحب نے کہا کہ سڑک پر کھڈے ہیں لیکن بدقسمتی سے یہ ہمارے ہاتھ میں نہیں یہ نیشنل ہائی وے کی ذمہ داری ہے ان کے کوارڈینیٹر بیٹھے ہوئے ہیں میرے خیال میں انہوں نے نہیں دیکھا۔ وہ معزز رکن سے رابطہ قائم کرکے ذرا سڑک کی حالت دیکھیں۔

حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی۔

جناب والا! ہمیں بھی پتہ ہے یہ نیشنل ہائی وے کی ذمہ داری ہے۔ اگر وہ مجھے کہتے ہیں کہ ایم پی اے براہ راست ان سے رابطہ قائم کریں۔ وزیر مواصلات کی وزارت ہے یہ ان کا محکمہ ہے کہ جس سے رابطہ قائم کرنا ہے ورنہ میں اس ہاؤس میں کہنا چاہونگا کہ آپ فیصلہ کریں آئندہ ہم بھی محکمہ سے براہ راست رابطہ قائم رکھیں گے بہرحال منسٹر صاحب سنٹرل گورنمنٹ سے رابطہ قائم کرکے ان کو بتلائیں کہ مذکورہ سڑک کو چوڑا کریں کیونکہ یہ محکمہ کا فرض ہے۔ ہم تو صرف محکمہ تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں۔

وزیر مواصلات وتعمیرات۔

جناب والا! جام صاحب کے حکم پر ہم نے رابطہ قائم کیا اور ان کو بلایا تھا میٹنگ ہوئی تھی میں نے ان سے کہا ہے کہ یہ سڑک ٹھیک نہیں ہے آپ مہربانی کرکے اسے جاکر دیکھیں۔

حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی۔ شکریہ۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال میر عبدالغفور بلوچ صاحب کا ہے۔

***۴۲۶۔ میر عبدالغفور بلوچ۔** (مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ نے دریافت کیا)

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) لیاری اور اورماڑہ روڈ پر اب تک کس قدر سرمایہ خرچ کیا جا چکا ہے۔ نیز مذکورہ روڈ پر کس حد تک کام ہوا ہے۔

(ب) تعمیر شدہ حصہ پر ٹریفک چل رہی ہے یا نہیں تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر مواصلات۔

(الف) اس ضمن میں حسب ذیل عرض ہے۔ کہ۔
لیاری اور اورماڑہ روڈ کا کام دو مختلف ایجنسیوں کے ذمہ ہے۔ جس میں (۱) محکمہ مواصلات و تعمیرات بلوچستان (۲) فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن ہے۔ مبلغ ۱۰،۰۸،۴۰،۰۰۰/- روپے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو دیئے گئے ہیں۔ جبکہ ۶ کروڑ روپے کی رقم F.W.O (فوجی ادارہ) کو دیئے گئے ہیں۔

اس اسکیم پر اب تک ۶،۵،۹۱،۰۰۰/- خرچ ہوئے ہیں۔ جس میں سے ۶ کروڑ روپے F.W.O کے پاس ہیں۔ اور ۷۰،۸۴،۰۰۰/- روپے محکمہ مواصلات و تعمیرات کے پاس ہیں۔ جس میں سے ۳۷ لاک خرچ کئے ہیں۔ یہ کام ۱۹۸۴-۸۵ء میں شروع ہوا جس کیلئے ۲،۸۷،۲۲،۰۰۰/- روپے ملے تھے۔ جو کہ ساری کی ساری رقم F.W.O کے حوالے کردی گئی تھی۔
۱۹۸۵-۸۶ء میں ۲،۱۸،۵۴،۰۰۰/- روپے ملے تھے۔ جس میں سے ۲،۱۰،۰۰،۰۰۰/- روپے F.W.O کو دیئے گئے۔ اور ۸،۵۴،۰۰۰/- روپے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو دیئے گئے۔
۱۹۸۶-۸۷ء میں اس کام کے لئے ۳۔ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جس میں

۱،۰۰،۲۷،۸۰۰/- روپے F.W.O. کو دیئے جا چکے ہیں۔ ۹۹،۳۰،۰۰۰/- روپے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو دیئے گئے بقایا ۹۹،۳۰،۰۰۰/- روپے محکمہ خزانہ سے محکمہ مواصلات کو ملنے ہیں۔

(EHRTH WORK)

(ب) لیاری سائیڈ سے F.W.O. نے کام کا آغاز کیا اور ۵ تا ۷ کلو میٹر ارتھ ورک اور بجری کا کام مکمل کیا۔ اور کلو میٹر ۱۱۱ تا ۱۴۱ پر ارتھ ورک کا کام مکمل کر لیا ہے۔ اور ۳۰ کلو میٹر پہ بجری ڈالنے کا کام بھی مکمل کیا گیا۔

اس سال F.W.O. والے کلو میٹر ۱۴۱ تا ۱۵۷/۵ پر کٹائی کا کام کریں گے اس میں سے ابھی تک انہوں نے ۶ کلو میٹر پر کام مکمل کر لیا ہے۔ نیز کام جاری ہے۔ جہاں تک محکمہ مواصلات و تعمیرات کا تعلق ہے۔ اس نے ۷ کلو میٹر پہ ۲۲ پلوں کی تعمیر شروع کی ہوئی ہے جو کہ اب تک چھت لیول تک پہنچ چکی ہے۔ اور اس سال جون تک مکمل ہو جائینگے۔ محکمہ مواصلات و تعمیرات اس سال کی الاٹمنٹ سے ۷ کلو میٹر سے لیکر ۲۸ کلو میٹر تک مٹی۔ بجری اور پلوں کا کام جون تک مکمل کرے گا۔

(ج) جو ٹکڑا مکمل ہوا ہے۔ اس پر ٹریفک نہیں چلتی اس لئے کہ جب تک منزل مقصود تک پوری روڈ مکمل نہ ہو تو اس وقت تک بنے ہوئے حصے پر بھی ٹریفک معطل رہے گی۔

※ ۴۲۶۔ مسٹر اقبال احمد کھوسہ۔ (ضمنی سوال) جناب والا! جہاں تک سڑک مکمل ہو گئی ہے۔ اگر اس کا بقیہ حصہ دس سال تک مکمل نہیں ہوا تو کیا یہ سڑک اس طرح بند رہے گی۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ اس حصہ کو کھول دیا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب والا! اس پر دس سال نہیں لگیں گے۔ جہاں تک سڑک کا تعلق ہے اورماڑہ کے پاس دو پہاڑ ہیں جب وہ ٹوٹ جائیں گے تو میرے خیال میں ٹریفک شروع ہو جائیگی۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال سردار چاکر خان ڈومکی صاحب کا ہے۔

٭۱۴۱۔ سردار چاکر خان ڈومکی،

کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کچھی کے دیگر تحصیلوں میں فی کس ماہانہ ۷ کلوگرام راشن دیا جا رہا ہے اور تحصیل لہڑی کو اس کا نصف ۳½ کلوگرام فی کس راشن دیا جا رہا ہے۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو تحصیل لہڑی سے یہ غیر امتیازی سلوک کیوں برتا جا رہا ہے۔ تفصیل دی جائے۔

سردار بہادر خان بنگلزئی۔

وزیر خوراک

الف۔ یہ درست نہیں ہے۔ خشک سالی کی وجہ سے صرف جھل مگسی تحصیل اور مجاگ تحصیل کا کوٹہ بڑھایا گیا ہے۔ تحصیل لہڑی اور کچھی کے دوسرے علاقوں میں بدستور ماہانہ کوٹہ جزوی راشن بندی کے تحت ۳½ کلوگرام دیا جا رہا ہے۔

ب۔ تحصیل لہڑی سے کوٹہ بڑھانے کا نہ تو کوئی مطالبہ کیا گیا ہے اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی رپورٹ محکمہ ہذا کو موصول ہوئی جس علاقہ کی انتظامیہ نے جب بھی غلہ کی کمی اور علاقہ میں قحط سالی کی بنا پر راشن کے کوٹہ میں اضافے کی سفارش کی ہے تو حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ نے راشن میں حسب ضرورت اضافہ کیا ہے۔ تاکہ عوام کو راشن کے حصول میں کسی قسم کی دشواری اور پریشانی نہ ہو۔

سردار چاکر خان ڈومکی:۔ (ضمنی سوال) جناب والا کیا آئندہ بھی اس کا کوٹہ اس طرح رہے گا۔ آج کے بعد لہڑی تحصیل ساڑھے تین کلوگرام باقی ساری تحصیلیں سات کلوگرام۔

وزیر خوراک:۔ جناب والا! یہاں تحصیل لہڑی کی بات نہیں ہے۔ سارے

بلوچستان میں راشن کا کوٹہ مختلف حالات میں مختلف رہا ہے۔ اگر تحصیل لہڑی کی انتظامیہ کی طرف سے یہ مطالبہ ہوا کہ وہاں کوٹہ بڑھا دیا جائے تو محکمہ یقیناً اس پر غور کرے گا۔

مسٹر اسپیکر :۔ اگلا سوال ۔

*۴۱۶۔ سردار چاکر خان ڈومکی ،

کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

نصیرآباد ڈویژن میں خوراک کا خصوصی کوٹہ برائے پیوندگان / خانہ بدوش کن کن راشن ڈیلروں کو دیا گیا ہے اور دیا جا رہا ہے، راشن ڈیلرز کے نام اور خانہ بدوش / پیوندگان کی فہرست دی جائے اور یہ تفصیل بھی دی جائے کہ خانہ بدوش / پیوندگان کن کن تحصیل ہا میں مقیم رہے ہیں ۔

وزیر خوراک

صوبہ بلوچستان کے خصوصی موسمی حالات کے پیش نظر سرد علاقوں کے لوگ موسم سرما میں نقل مکانی کر کے گرم علاقوں یعنی سبی / نصیرآباد ڈویژن ہا میں عارضی طور پر سکونت پذیر ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس آبادی کو راشن کی حصولی میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا محکمہ ہٰذا اس امور کا بندوبست کرتا ہے۔ کہ کسی جائز صارف کو راشن کی حصولی میں کسی دشواری کا سامنا نہ ہو۔

نصیرآباد ڈویژن میں امسال خوراک کا خصوصی کوٹہ برائے خانہ بدوشان بتوسط مندرجہ ذیل راشن ڈیلران دیا گیا ہے۔ جس کی فہرست درج ذیل ہے

۱ ۔	نام اے آر ڈی ۔	راشن کوٹہ ۔	نفری خانہ بدوشان / پیوگان ۔	تحصیل
۱ ۔	سدھام چند	۵۰ بوری	۷۰۰	غازی شہر
۲ ۔	سید بخش شاہ	۸۰۰ بوری	۵۴۲۹	لہڑی
۳ ۔	واحد بخش	۵۰ بوری	۱۶۱۶۱	ڈیرہ مراد جمالی
۴ ۔	رضا محمد ایری	۱۹۰ بوری	۴۷۵۰	بھاگ

۵۔	عید بورام	۸۰۰ بوری	١٠٦٩٨	سب تحصیل بالاناڑی
۶۔	غلام دستگیر	۱۵۰۰ بوری	۴۰۰۰	سب تحصیل بالاناڑی
۷۔	سید سلطان شاہ	۱۹۰ بوری	۴۷۵۰۰	بھاگ۔

سردار چاکر خان ڈومکی:۔ (ضمنی سوال) جناب والا! میں نے پاوندگان کی فہرست پوچھی ہے وزیر موصوف صاحب نے مجھے تعداد بتائی ہے۔ جناب والا! میرے سوال کا جواب ہی غلط ہے۔ مجھے درست جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے پوچھا تھا کہ مجھے پاوندگان کی فہرست دیں یہاں اس کی تعداد بتائی گئی ہے۔

وزیر خوراک:۔ جناب والا! فہرست میں میرا خیال ہے تعداد ہی ہوا کرتی ہے۔

سردار چاکر خان ڈومکی:۔ جناب والا! مجھے تعداد نہیں نام چاہئیں۔

وزیر خوراک:۔ نام دیئے گئے ہیں تعداد اس کے سامنے ہے۔ آپ غالباً ان آدمیوں کے نام چاہتے ہیں جو نقل مکانی کر گئے ہیں غالباً آپ ان کے نام چاہتے ہیں جو خانہ بدوش ہیں۔

مسٹر اسپیکر:۔ اس کیلئے آپ فریش نوٹس دیں تاکہ آپ کو مطلوبہ نام مہیا کر دیئے جائیں۔ اگلا سوال میر عبدالغفور بلوچ صاحب کا ہے۔

نمبر ۴۲۲۔ میر عبدالغفور بلوچ

کیا وزیر خوراک و ماہی گیری ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۔

محکمہ فشریز میں کل کتنی آسامیاں خالی ہیں نیز ان آسامیوں کو پر کرنے کا طریقہ کار کیا ہے اور حکومت نے اب تک ان آسامیوں کو پر کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں ۔

وزیر خوراک و ماہی گیری

محکمہ ماہی گیری بلوچستان میں سترہ (۱۷) آسامیاں خالی ہیں ان تمام آسامیوں کو براہ راست بھرتی سے پر کیا جائیگا۔ ان میں سے نو (۹) آسامیوں کو پر کرنے کے لئے اخبارات کے ذریعے مشتہر کیا گیا اور انکی سلیکشن کر دی گئی ہے۔ تعیناتی کے احکامات جاری کئے جا رہے ہیں ۔

بقیہ آٹھ (۸) آسامیوں کے ملازمت کے قواعد وضوابط میں ترمیم زیر غور ہے ۔ قواعد وضوابط میں ضروری ترمیم کے بعد ان آسامیوں پر موزوں امیدواروں کی تعیناتی کی جا سکے گی ۔

مسٹر اسپیکر:۔ اگلا سوال۔

نمبر ۴۲۳۔ میر عبدالغفور بلوچ

کیا وزیر خوراک و ماہی گیری ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ماہی گیری میں چند افراد کو ڈیپوٹیشن Deputation پر پسنی فش ہاربر اتھارٹی میں بھیجے گئے ہیں اور ان افراد کو کتنی مدت کے لئے ڈیپوٹیشن Deputation پر بھیجا گیا ہے ۔

ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان افراد کو واپس کرنے پر غور کرے گی ۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ وہ بیک وقت دونوں اسامیاں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں یا نہیں ۔ تفصیل دی جائے ۔

وزیر خوراک و ماہی گیری

الف) ہاں یہ درست ہے محکمہ ماہی گیری کے ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن اور ایک انسپکٹر فشریز کو بالترتیب بطور ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن اور فشریز آفیسر تین سال کے ڈیپوٹیشن پر لسبیلہ فشریز ہاربر اتھارٹی میں ۱۹۸۵ء میں تعینات کیا گیا تھا۔

ب۔ ان آفیسران میں سے مسٹر مولابخش اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن کی واپسی محکمہ ماہی گیری میں تعیناتی زیر غور ہے۔ فشریز آفیسر مسٹر عبدالرب نیازی کی ڈیپوٹیشن کی مدت مکمل ہوتے پر اسکی محکمہ ماہی گیری واپسی پر غور کیا جائے گا۔ یہ درست ہے کہ ہر دو آفیسران بیک وقت اپنے پاس دونوں آسامیاں نہیں رکھ سکتے ان کی آسامیوں کا کام وقتی طور پر دوسرے آفیسران انجام دے رہے ہیں۔

زیر التوا سوالات کے جوابات

٭۲۳۶۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی۔

کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

نفاذ مارشل لاء یعنی جولائی ۱۹۷۷ء تا اختتام مارشل لاء ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۵ء (جنوری ۱۹۸۶ء تا مئی ۱۹۸۷ء جمہوری دور کے عرصے میں صوبہ بلوچستان کے تمام اضلاع میں کس قدر قتل ڈکیتی اغواء اور چوری کے کیس درج ہوئے۔ ان میں کتنے کیسوں کے فیصلے کئے گئے۔ کتنے ملزم گرفتار کئے گئے اور کتنے ملزمان کو کتنی کتنی سزائیں دی گئیں۔ اور کتنے ملزم اب تک گرفتار نہیں ہو سکے۔ نیز کس قدر مسروقہ مال برآمد کر کے اصل مالکان کو دیا گیا۔ ضلع وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر اعلیٰ۔

اندریں بارہ صوبہ بلوچستان کے تمام اضلاع سے مطلوبہ معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ جو کہ گوشوارہ جات جزو (الف) و جزو (ب) کی صورت میں برائے ملاحظہ معزز ممبر اسمبلی پیش خدمت ہیں۔

ضلع وار تفصیل جرائم قتل، ڈکیتی، اغوا، چوری جو کہ عرصہ جولائی ۱۹۷۷ء
ا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء (نفاذ مارشل لاء تا اختتام مارشل لاء) میں درج ہوئے (جزو الف)

نام ضلع	قسم مقدمات	کل مقدمات جو درج ہوئے	مقدمات جو فیصلہ ہوئے	تعداد ملزمان جو گرفتار ہوئے	تعداد سزا یافتہ ملزمان	تعداد ملزمان جو گرفتار نہیں ہوئے	مسروقہ مال جو برآمد کر کے مالکان کو دیا گیا
کوئٹہ ڈویژن							
ضلع کوئٹہ	قتل	۲۸۷	۱۰۲	۴۵	۴۵	۲۱	—
	ڈکیتی	۲۲	۶	۱۳	۱۳	۹	—
	اغوا	۱۸۵	۶۴	۴۴	۴۴	۶	—
	چوری	۱۱۳۵	۵۰۷	۴۵۶	۴۵۶	۳۶	—
ضلع چاغی	قتل	۲۰	۸	۳۰	۳۰	۲۱	—
	ڈکیتی	۵	۲	۱۲	۱۳	—	—
	اغوا	—	—	—	—	—	—
	چوری	۳	۳	۴	۴	—	—
ع بن	قتل	۸۰	۴۱	۳	۳	۳	—
	ڈکیتی	۶۲	۵۰	۴۷	۴	۱۰	—

	اغواء	۱۵	۱۱	–	–	–	–	
	چوری	۶۰	۴۰	–	–	–	–	

لورالائی ڈویژن۔

ضلع لورالائی	قتل	۲۷۵	۱۸۶	–	–	۵۸	–	
	ڈکیتی	۲۳۷	۲۵	–	–	–	–	
	اغواء	۱۶	۱۶	–	–	–	–	
	چوری	–	–	–	–	–	–	
ضلع ژوب	قتل	۹۰	۴۰	۲۰	۳	۷۰	–	
	ڈکیتی	۱۶	۲	۱۶	–	۱۱	–	
	اغوا	۲۹	۲۶	۲۹	۱	۱	–	
	چوری	۶۸	۴۴	۶۸	۱۹	–	–	۲۵۷۹۵۷/ روپے

قلات ڈویژن

ضلع خضدار	قتل	۳۰	۱۲	۱۹	–	۱۴	–
	ڈکیتی	۳	–	۳	–	۵	–
	اغواء	–	–	–	–	–	–
	چوری	۳۴	۲۰	۵۲	–	۱۸	–
ضلع قلات	قتل	۸۵	۳۶	۲۸۵	–	۴۷	–
	ڈکیتی	۲۷	۱۰	۲۹	–	۱۷	–

اغواء	۱۵	۷	۱۳	—	۱۵	۵، مقدمات میں مسروقہ مال برآمد
چوری	۱۲۴	۷۵	۲۹۶	—	۱۲	کرکے اصل مالکان کو دیئے گئے۔

ضلع لسبیلہ

قتل	۱۸	۱۶	۴۱	۱۶	۳	—
ڈکیتی	۴	۳	۵	—	۱	—
اغواء	۱	۱	۱	—	—	—
چوری	۲۳	۲۰	۳۱	—	۴	ایک لاکھ روپے مالیت کا مسروقہ مال برآمد ہوا ہے۔

ضلع خاران۔

قتل	۹	۹	۲۰	۲۰	—	—
ڈکیتی	۱	—	—	—	—	—
اغوا	۲	—	—	—	—	—
چوری	—	—	—	—	—	—

ضلع سبی۔ سبی ڈویژن

قتل	۱۱۵	۸۱	۱۲۰	۷۵	۲۸	—
ڈکیتی	۱۲	۹	۵۵	۳۰	۱۹	—
اغوا	۶	۳	—	—	—	—
چوری	۱۹۵	۱۵۵	۱۶۲	۱۰۵	۳۸	—

ضلع کچھی

قتل	۷۱۴	۴۵۰	۹۵۸	۵۹۱	۳۷۵	—
ڈکیتی	۱۹۱	۱۶۴	۲۴۱	۶۶	۱۴۷	—

اغوا	۳۷	۲۲	۵۶	۴۲	۵	–
چوری	۲۱۵۷	۲۰۰۴	۵۵۶۷	۳۰۴۳	۲۸۸	–
ضلع نصیرآباد						
قتل	۵۶۰	۳۷۱	۹۱۳	۳۷	۴۲۴	–
ڈکیتی	۷۲	۶۳	۱۵۱	۵	۱۳۹	–
اغوار	۲۳	۲۱	۴۸	–	۱۶	–
چوری	۶۶۷	۳۹۹	۸۱۹	۷۲	۳۷۶	–
ضلع کوہلو						
قتل	۵۷	۴۹	۱۲۱	۳	–	–
ڈکیتی	–	–	–	–	–	–
اغوار	۳	۳	۶	–	–	–
چوری	۳۷	۳۵	۶۸	–	۴	–
ضلع ڈیرہ بگٹی						
قتل	۱۷۰	۶۹	۱۳۸	۳	۹۳	–
ڈکیٹی	۸	۲	۸	۳	۹	–
اغوار	۲۳	–	۱۰	۳	۸۱	–
چوری	۱۹۰	۳۶	۹۷	۴۵	۵۸۶	–
مکران ڈویژن						
ضلع تربت						
قتل	۱۵۶	۱۰۰	۶۰	ساتسال سے ۱۴ سال تک سزائیں ہوئیں	۳۰	۱

ڈکیتی	۱۶	۱۰	۱۰	دو سال سے ۱۰ سال 〃 〃	۲۳	–
اغوا	۵	۵	–	–	۶	–
چوری	۳۰	۲۵	۴۰	ایک سال سے ۳ سال تک 〃 〃	–	–

ضلع گوادر

قتل	۷	۶	۶	۱۰ سال سے ۱۴ سال تک سزائیں ہوئیں	۱۵	–
ڈکیتی	۵	۵	۳	۲ سال سے ۱۰ 〃 〃 〃 〃	۱۱	–
اغوا	۲	۲	–	–	–	–
چوری	۱۳	۱۰	[illegible]	ایک سال سے ۲ سال تک سزائیں ہوئیں	–	–

ضلع پنجگور

قتل	۳۰	۲۴	۲۷	۸ سال سے ۱۴ سال تک سزائیں ہوئیں	۵	–
ڈکیتی	۱۳	۱۲	۱۰	۲ سال سے ۵ سال تک 〃 〃	۷	–
اغوا	–	–	–	–	–	–
چوری	۱۵	۱۴	۲۰	۱ سال سے ۳ سال تک 〃 〃	–	–

ضلع وار تفصیل جرائم قتل، ڈکیتی، اغواء اور چوری جو کہ عرصہ جنوری ۱۹۸۶ء تا ۳۱ مئی ۱۹۸۶ء (جمہوری دور) میں درج ہوئے۔ (جزو ب)۔

نام ضلع	قسم مقدمات	کل مقدمات جو درج ہوئے	مقدمات جو فیصلہ ہوئے	تعداد ملزمان جو گرفتار ہوئے	تعداد سزا یافتہ ملزمان	تعداد ملزمان جو گرفتار نہیں ہوئے	مسروقہ مال جو برآمد کر کے مالکان کو دیا گیا
کوئٹہ ڈویژن							
ضلع کوئٹہ	قتل	۱۳	–	–	–	–	–
	ڈکیتی	–	–	–	–	–	–
	اغواء	۸	–	–	–	–	–
	چوری	۵۹	۵	۱۲	۱۲	–	–
ضلع چاغی							
	قتل	۵	۱	۱۳	۱۳	–	–
	ڈکیتی	۲	–	–	–	–	–
	اغواء	–	–	–	–	–	–
	چوری	۳	۳	۴	۴	–	–
ضلع پشین	قتل	۸	–	–	–	–	–
	ڈکیتی	–	–	–	–	–	–

اغوا	۱	-	-	-	-	-	
چوری	۴	-	-	-	-	-	

لورالائی ڈویژن

ضلع لورالائی

قتل	۱۲	۵	۱	۱	۱	-	
ڈکیتی	۱	۱	-	-	-	-	
اغوا	۲	۲	۱	۱	۳	-	
چوری	۱	-	-	-	-	-	

ضلع ژوب

قتل	۱۰	۲	۱۰	-	۹	-	
ڈکیتی	۱	-	-	-	-	-	
اغوا	۲	۲	۲	-	-	-	
چوری	۶	۱	۶	۱	-		=/۴۶ہزار روپے

قلات ڈویژن

ضلع خضدار

قتل	۱۲	۱۰	۱۴	۵	۱۷	-
ڈکیتی	۱	۱	۳	۲	۱	-
اغوا	۷	-	۳	-	-	-
چوری	۱۰	۴	۸	۶	۳	-

ضلع قلات:

قتل	۳۵	-	۱۶۵	-	۲۸	-

	ڈکیتی	۶	–	۱۶	–	۶	–	
	اغوا	۳۰	۲	۱۰	–	۲	–	
	چوری	۳۵	۱۰	۳۱	۷	۵		۶ مقدمات میں مال برآمد کرکے ان مالکان کو دیئے گئے۔
ضلع لسبیلہ	قتل	۱	–	۲	–	–	–	
	ڈکیتی	–	–	–	–	–	–	
	اغوا	۱	–	۱	–	–	–	
	چوری	۴	۶	۵	–	–		۲۲ ہزار روپے مالیت کا مسروقہ مال برآمد ہوا ہے۔
ضلع خاران	قتل	۱	۱	۱	۱	–	–	
	ڈکیتی	۱	–	–	–	–	–	
	اغواء	۱	–	–	–	–	–	
	چوری	۱	–	–	–	–	–	

سبی ڈویژن

ضلع سبی	قتل	۱	–	–	–	–	–
	ڈکیتی	–	–	–	–	–	–
	اغواء	–	–	–	–	–	–
	چوری	–	–	–	–	–	–

ضلع کچھی

قتل	۲۲	۲	۴۰	۳	۲۲	—
ڈکیتی	۳	۱	۱۱	—	۲	—
اغوار	۴	—	۴	—	۲	—
چوری	۶۵	۳۶	۲۲۷	۲۶	۵۰	—

ضلع نصیرآباد

قتل	۴۲	۱۵	۳۳	—	۳۶	—
ڈکیتی	—	—	—	—	—	—
اغواد	۱	—	۴	—	۲	—
چوری	۳۵	۶	۴۲	۲	۴۰	—

ضلع کوہلو

قتل	—	—	—	—	—	—
ڈکیتی	—	—	—	—	—	—
اغواء	—	—	—	—	—	—
چوری	۱	۱	۱	—	—	—

ضلع ڈیرہ بگٹی

قتل	۱۵	۵	۲۸	—	۱۲	—
ڈکیتی	—	—	—	—	—	—
اغوا	—	—	—	—	—	—
چوری	۵	—	۱۳	—	۸	—

مکران ڈویژن

ضلع تربت

قتل	۱۵	۸	۸	، سال سے ۱۴ سال تک سزائیں ہوئیں	۱۰	-
ڈکیتی	-	-	-		-	-
اغواء	-	-	-	۳		-
چوری	۱۰	۶	۱۵	ایک سال سے ۲ سال تک سزائیں ہوئیں۔	-	-

ضلع گوادر۔

قتل	۱	-	۲	-	-	-
ڈکیتی	-	-	-	-	-	-
اغواء	-	-	-	-	-	-
چوری	۳	۳	۵	چھ ماہ سے ایک سال تک سزائیں ہوئیں۔	-	-

ضلع پنجگور۔

قتل	۲	۱	۳	۱۴ سال قید دی گئی۔	-	-
ڈکیتی	-	-	-	-	-	-
اغواء	-	-	-	-	-	-
چوری	۵	۳	۵	ایک سال سے ڈیڑھ سال تک سزائیں ہوئیں۔	-	-

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! گزشتہ روز کے اجلاس کے دوران میں نے ہاؤس میں کہا تھا کہ مورخہ ۱۸۔ جون ۱۹۸۶ء کو میں نے چاکر خان ڈومکی صاحب کے سوالات نمبر ۲۴۱۔ اور ۲۳۶ کے جواب میں ۵۔ مارچ کے اجلاس میں دونگا تو مذکورہ جواب ایوان کی میز پر رکھدیئے گئے ہیں اگر کوئی معزز ممبر اس کے متعلق کچھ پوچھنا چاہیں تو پوچھ سکتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ سردار چاکر خان صاحب آپ کے سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھدیئے گئے ہیں۔ اس پر اگر آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ سکتے ہیں۔

سردار چاکر خان ڈومکی۔ جناب والا! میں اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہونگا۔ جس کا جواب وزیر اعلیٰ صاحب دیں۔ جناب والا! یہ چوری کی ۳۵۶۵ وارداتیں ہوئی ہیں۔ اور صرف ایک ضلع میں ۲۴ ہزار روپے برآمد ہوئے ہیں۔ باقی ضلعوں کا مسروقہ مال نہیں ملا۔ اسکی تفصیل آپ کے سامنے ہے — جناب والا! اس کے لئے عوام چلا رہے ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ آپ اس کے لئے فریش نوٹس دیں۔

سردار چاکر خان ڈومکی۔ جناب والا! ہم نیا سوال تو پوچھ ہی نہیں رہے ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ اس کیلئے آپ فریش نوٹس دیں۔

وزیراعلیٰ ۔ جناب والا! میں اس کے متعلق کچھ بتاؤں! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حکومت کی یہ بے حد کوشش ہوتی ہے کہ مال مسروقہ برآمد کرے اور اس کو مالک کے حوالے کرے ۔ اور اس کے پیچھے جو عوامل ہوں ان کو بھی سامنے لائے ۔ میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جب بھی یہ عناصر ہمارے سامنے آئے میں ان کی تفصیل پیش کرونگا اور ہم اس کوشش میں ہیں کہ آئندہ جو چوری ہوتی ہے ڈاکہ ہوتا ہے اور مسروقہ مال جس کے پاس جاکر چھپایا جاتا ہے ۔ ان عناصر کو سامنے لایا جائے جو چھپانے میں مدد کرتے ہیں ان کو بے نقاب کیا جائے ۔

※ ۲۴۱ ۔

کیا وزیر حج و اوقاف زکوۃ و سماجی بہبود ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی وزارت حج کی طرف سے صوبہ بلوچستان کے حاجیوں کیلئے خصوصی کوٹہ دیا گیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اسکی تعداد کیا تھی ۔ نیز ان نشستوں پر کن کن اشخاص کو چنا گیا ہے اور اس کا ضلع وار کوٹہ کیا ہے اسکی منظوری کس کی سفارش پر دی گئی، تفصیلات سے آگاہ کریں ۔

وزیراعلیٰ ۔

(الف) درست ہے ۔

(ب) جناب وزیراعلیٰ بلوچستان کی صوابدید پر ۲۸ ، اور وزیر اوقاف ، حج ، زکوٰۃ و سماجی بہبود کی صوابدید پر ۱۰ ۔ خصوصی نشستیں برائے حجاج رکھی گئی تھیں ۔

ان نشستوں پر مندرجہ ذیل اشخاص کی نامزدگی وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر اوقاف حج کی منظوری سے کیگئی۔

وزیر اعلیٰ بلوچستان کی نشستیں۔

۱۔ مولانا عبداللہ خلجی ولد سلطان محمد، کوئٹہ۔
۲۔ بختیار خان ولد دشتی خان، کوئٹہ۔
۳۔ سید سردار خان ولد گلاب شاہ، کوئٹہ۔
۴۔ بی بی صفا زوجہ بختیار، کوئٹہ۔
۵۔ شریف ولد یار محمد کوئٹہ۔
۶۔ جنگی خان ولد دین محمد، کوئٹہ۔
۷۔ سوھنی زوجہ، حاجی سعداللہ خان، سبّی۔
۸۔ حاجی سعداللہ خان ولد شیر محمد، غریب آباد سبّی۔
۹۔ حسام الدین ولد عبدالمجید خان، کوئٹہ۔
۱۰۔ سید سکندر علی ولد سید محبوب علی، کوئٹہ۔
۱۱۔ محمد اکرم ولد معراج الدین، کوئٹہ۔
۱۲۔ تاج محمد ولد بوستان خان کوئٹہ۔
۱۳۔ خاور بی بی زوجہ عبدالمجید خان کوئٹہ۔
۱۴۔ محمد انور ولد حاجی شیر محمد، کوئٹہ۔
۱۵۔ سنیراں بی بی زوجہ معراج الدین، کوئٹہ۔
۱۶۔ سیدہ آسیہ خاتون زوجہ سید محبوب علی مرحوم، کوئٹہ۔
۱۷۔ مومن النساء زوجہ تاج محمد، کوئٹہ۔

۱۸۔ ملک گل زمان ولد ملک جان محمد، کوئٹہ۔
۱۹۔ دانہ محمد ولد رحمت اللہ، کوئٹہ
۲۰۔ حلیمہ بی بی زوجہ عبدالمجید مرحوم، کوئٹہ۔
۲۱۔ حاجی احمد خان ولد حاجی عمر شاہ، کوئٹہ۔
۲۲۔ محمد جان ولد سلطان محمد، کوئٹہ۔
۲۳۔ بی بی درخانی زوجہ سلطان محمد۔ کوئٹہ۔
۲۴۔ میر عبدالخالق ولد میر امام بخش، کوئٹہ۔
۲۵۔ خان بی بی زوجہ امام بخش، کوئٹہ۔
۲۶۔ سید ضیاء الدین ولد مولانا محمد یعقوب مرحوم۔
۲۷۔ خلیفہ عبدالعزیز ولد غلام محمد، کوئٹہ۔
۲۸۔ سید فضل آغا ولد عبدالغنی، کوئٹہ۔

وزیر حج، اوقاف، زکوٰۃ و سماجی بہبود کی نشستیں۔

۱۔ مسٹر اللہ محمد ولد سلطان محمد کوئٹہ۔
۲۔ حافظ عبدالصمد ولد ملا بجار خان، کوئٹہ۔
۳۔ عبدالظاہر خان ولد سید خان، کوئٹہ۔
۴۔ داؤد ولد شاہ مقصود، پشین۔
۵۔ سید محمد ولد فضل محمد کوئٹہ۔
۶۔ مولوی بہرام ولد حاجی سردار محمد، کوئٹہ۔
۷۔ عبدالرؤف ولد اللہ داد کوئٹہ۔
۸۔ عبدالخالق ولد محمد عثمان، کوئٹہ۔

۹۔ عبدالرزاق ولد جلال خان، کوئٹہ ۔

۱۰۔ ملک محمد یونس خان ولد حاجی ملک ایوب خان کوئٹہ ۔

مذکورہ نشستوں کی تقسیم وزیر اعلیٰ اور وزیر اوقاف ، حج کی صوابدید پر رکھی گئی تھی ۔ ضلع وار کوئٹہ کی اس میں کوئی شرط نہیں تھی ۔

سردار میر چاکر خان ڈومکی ۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر ! یہ جو تفصیل پیش کی گئی ہے یہ صرف ضلع کوئٹہ کے متعلق ہے کوئٹہ سے علاوہ کیوں باہر سے حاجی نہیں بھیجے گئے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ سوال کے متعلق جواب دیا ہے اور صرف کوئٹہ کی تفصیل دی گئی ہے ۔ باقی تفصیل نہیں دی گئی ہے ۔ یہ مفت کا حج نہیں تھا ۔ لوگوں نے پیسے جمع کرائے تھے ۔ ان کا اپنا پیسہ تھا پھر ان کو حج کے لئے بھیجا گیا ۔

پوائنٹ آف آرڈر

ملک محمد یوسف اچکزئی ۔ جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر ! میری گذارش یہ ہے کہ ہم یہاں عوام کے نمائندے منتخب ہو کر آئے ہیں ہمارا یہ فرض ہوتا ہے کہ ہم آپ کے توسط سے عوام کے مسائل حکومت تک پہنچائیں ۔ اور اسمبلی ہی ایک جگہ ہے جس میں ہم مسائل پیش کرتے ہیں ۔ لیکن وہ پریس میں شائع نہیں ہوتے ہیں اور ہمارے خیالات پریس میں صحیح نہیں آتے ہیں میں عوامی نمائندے کی حیثیت سے یہ عرض کرتا ہوں ہمارے خیالات پریس میں

آنے چاہیئں ۔ اگرچہ پریس آزاد ہے اور ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس اخبار "جنگ" اور "مشرق" سے ہمارا کوئی ذاتی عناد نہیں ہے یہ صحیح طور پر اسمبلی کی کارروائی شائع کریں ۔

اور ان اخبار والوں کا کہنا ہے کہ ہمیں جو خبر یا فوٹو انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ والے دیتے ہیں وہ رپورٹیں ہم شائع کرتے ہیں میں آپ کے توسط سے گزارش کرتا ہوں کہ پریس والے بھی ہمارے ہی لوگوں سے ہیں۔ وہ ہماری اسمبلی کی رپورٹیں شائع کریں میری ان سے گزارش ہے ہماری جو بھی خبر ہو چاہے وہ کسی بھی ممبر کی ہو وہ جس پارٹی سے بھی ہو وہ صحیح طور پر اور پوری آنا چاہیئے ۔

میر عبدالنبی جمالی
وزیر اطلاعات
جناب اسپیکر اس خبر کا میرے محکمہ سے تعلق ہے میں بطور وزیر اطلاعات آپ کو بتا دوں کہ اخبارات آزاد ہیں ان کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال وہ اسمبلی کی کارروائی کا خیال کریں گے اور ہم کوشش کریں گے کہ صحیح خبریں آئیں ۔

اعلانات

مسٹر اختر حسین خان
سکریٹری اسمبلی
آغا عبدالظاہر نے اطلاع دی ہے کہ "جہاز میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے لاہور سے آج نہیں پہنچ سکتا ہوں۔ اور آج ۵، مارچ ۷، ۸، کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا ہوں لہذا رخصت منظور کی جائے ۔"

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی:- میر ہمایوں خان مری نے اطلاع دی ہے کہ:

"جہاز میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے لاہور سے آج نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا آج ۵۔ مارچ کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے، میں اجلاس سے رخصت منظور کی جائے۔"

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سکریٹری اسمبلی:- سردار نواب خان ترین نے درخواست ارسال کی ہے کہ:

"کہ میری طبعیت آج مورخہ ۵۔ مارچ کو خراب ہے۔ اس لئے میں آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتا ہوں لہٰذا میرے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے"

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سکریٹری اسمبلی:- ارباب محمد نواز خان۔ وزیر زراعت نے درخواست دی ہے کہ

"میں میلہ مویشیاں میں بلوچستان کی نمائندگی کی غرض سے لاہور جا رہا ہوں اور پانچ مارچ کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتا لہٰذا انہیں آج کی رخصت دی جائے"

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی:۔ سردار خیر محمد خان ترین نے درخواست دی ہے کہ
" علاج کی غرض سے کوئٹہ سے باہر جا رہے ہیں لہذا ۵؍ مارچ سے لیکر اختتام اجلاس تک اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے ہیں انہیں پورے سیشن کی رخصت دی جائے۔

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی:۔ سردار احمد شاہ کھیتران صاحب نے درخواست دی ہے کہ
" وہ آج ناسازی طبیعت کی وجہ سے ۵؍ مارچ کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے ہیں لہذا انہیں آج کی رخصت دی جائے"

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی:۔ شیخ ظریف خان مندوخیل صاحب نے درخواست دی ہے کہ
" وہ ضروری کام کے سلسلے میں ژوب جا رہے ہیں اس لئے وہ آج مورخہ ۵؍ مارچ کے اجلاس میں شریک نہیں ہوسکیں گے لہذا ان تاریخوں کی رخصت دی جائے"

مسٹر اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- مس پری گل آغا نے درخواست دی ہے کہ

" وہ چند مجبوریوں کی وجہ سے آج کے اجلاس مورخہ ۵ ۔ مارچ میں شریک نہیں ہو سکتی ہیں ۔ لہٰذا انہیں آج کی رخصت دی جائے ۔"

مسٹر اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- صالح محمد بھوتانی صاحب نے درخواست دی ہے کہ

" وہ ۵ ر ، ۸ ر کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکیں گے ۔ لہٰذا انہیں ان تاریخوں پر اجلاس سے رخصت دی جائے ۔"

مسٹر اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- سردار دینار خان کرد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ

" وہ جہاز میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے لاہور سے کوئٹہ نہیں پہنچ سکتے ہیں لہٰذا وہ آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکیں گے ۔ انہیں ۵ ر اور ۸ ر مارچ ۸۷ء رخصت دی جائے ۔"

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

قراردادیں

مسٹر اسپیکر:۔ آج غیر سرکاری کارروائی کا دن ہے اور قراردادیں پیش ہونگی۔ ھمیں میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے قرارداد نمبر ۴۳ کا نوٹس دیا ہے اس وقت محرک خود ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ قرارداد آئندہ اجلاس تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ قرارداد آئندہ اجلاس تک ملتوی کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:۔ اب سردار چاکر خان ڈومکی صاحب اپنی قرارداد نمبر ۴۷ ایوان میں پیش کریں۔

قرارداد نمبر ۴۷۔

سردار میر چاکر خان ڈومکی:۔ جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ریڈیو پاکستان کوئٹہ اور پی ٹی وی سینٹر کوئٹہ میں سندھی زبان کو مناسب وقت

دیا جائے کیونکہ یہاں سندھی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے اور تقریباً بلوچستان کی آبادی کا چوتھائی حصہ سندھی زبان بولتا ہے ۔"

مسٹر اسپیکر :- قرارداد یہ ہے کہ ،

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ریڈیو پاکستان کوئٹہ اور پی ٹی وی سینٹر کوئٹہ میں سندھی زبان کو مناسب وقت دیا جائے کیونکہ یہاں سندھی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے اور تقریباً بلوچستان کی آبادی کا چوتھائی حصہ سندھی زبان بولتا ہے ۔"

مسٹر اسپیکر :- کیا محرک اس کے متعلق کچھ بولنا چاہتے ہیں ۔

سردار میر جاکر خان ڈومکی ۔ جناب والا ! بلوچستان کے کئی اضلاع میں سندھی بولی اور سمجھی جاتی ہے جس طرح لسبیلہ ، کچھی ، نصیر آباد اور کوئٹہ کے کافی علاقے ہیں سندھی بولی اور سمجھی جاتی ہے میری گذارش ہے کہ اسکو بھی ٹی وی پر وقت دیا جائے ۔ کیونکہ یہ کثرت سے بولی جاتی ہے ۔ اس لئے یہ ان کا حق ہے ۔

مسٹر اسپیکر :- اور کوئی صاحب بولنا چاہتے ہیں ۔

ڈاکٹر محمد حیدر بلوچ ۔
وزیر مواصلات وتعمیرات ۔ جناب اسپیکر ! سندھی زبان کے پروگرام نشر کرنے کیلئے حیدر آباد اور کراچی کے دو اسٹیشن

موجود ہیں وہاں پر بلوچی یا پشتو زبانوں کے پروگرام نشر نہیں ہوتے میرے خیال میں ایسا کرنا بلوچستان کے لوکل زبانوں کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے مطالبہ کیا ہے کہ ریڈیو پاکستان کوئٹہ اور پاکستان ٹیلیوژن سے سندھی زبانوں کے پروگرام نشر کئے جائیں اگر یہ سلسلہ شروع کیا گیا تو ہرنائی کی زبان بھی پشتو سے مختلف ہے اسی طرح مریوں کی زبان بلوچی سے مختلف ہے جیسے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا تو عرض ہے کہ سندھی زبان کو پہلے ہی دیگر اسٹیشنوں میں جگہ دیگئی ہے اگر ہم ایسا کریں گے تو دوسری زبانوں کا بھی حق ہے اس طرح سب کو جگہ دیجائے ورنہ میرے خیال میں اسکی ضرورت نہیں ہے۔

سردار نثار علی۔ جناب والا! حیدرآباد اور کراچی کے ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشنوں سے سندھی زبان کے پروگرام نشر ہوتے ہیں اگر یہاں سے سندھی پروگرام نشر کئے گئے تو پھر دیگر زبانوں کو بھی اکاموڈیٹ کرنا پڑیگا۔

پرنس یحیٰ جان۔ جناب اسپیکر! میں سردار چاکر خان ڈومبکی کی قرارداد سے اتفاق کرتا ہوں کیونکہ یہ مطالبہ بلوچستان میں رہنے والے سندھیوں کا ہے یہ لسبیلہ ، نصیر آباد اور جھل مگسی میں رہتے ہیں اور بلوچستانی ہیں ایسا نہیں کہ یہ باہر کے ہیں۔ جیسے فارسی اردو پشتو اور دیگر زبانوں کے پروگرام نشر ہوتے ہیں اسیطرح سندھی کو بھی کچھ نہ کچھ جگہ دیجائے۔

میر عبدالنبی جمالی۔ وزیر اطلاعات۔ جناب والا! وزیر اطلاعات کی حیثیت سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ آپکو علم ہے کہ ہمارے ملک کے چار صوبے ہیں ان میں سے ہر زبان مثلاً اردو انگریزی کے پروگرام نشر ہوتے ہیں جہانتک سردار چاکر خان ڈومبکی کی قرارداد کا کا تعلق ہے میں بھی اسکی تائید کرتا ہوں اور عرض کرونگا کہ سندھی زبان میں کراچی ٹی وی اور ریڈیو سے سندھی ڈرامے اور پروگرام نشر ہوتے ہیں اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سندھ کے علاقہ میں ایسے بوسٹر لگائیں جس سے ہمارے لوگوں کو سندھی پروگرام دیکھنے کے مواقع میسر ہوں آپ جانتے ہیں کہ بلوچستان ایک وسیع علاقہ ہے ہم یہ کوشش کر رہے ہیں۔ پہلے ہمیں اپنی زبانوں یعنی بلوچی پشتو اور براہوئی کو اکاموڈیٹ کریں ساتھ ہی ساتھ میں بھی کہوں گا کہ پنجاب میں پنجابی زبان ہے سرحد میں پشتو ہے یہ ساری ہماری زبانیں ہیں پاکستان کی زبانیں ہیں اسیطرح ہندکو زبان ہے پنجاب میں سرائیکی زبان بھی بولی جاتی ہے یہ سب ہمارے ملک کی زبانیں ہیں ہمارا ملک ایک ہے جناب والا جیسا میں نے پہلے عرض کیا اور ایوان کو انفارم کرنا چاہتا ہوں کہ شکارپور سے بھاگ اور بیل پٹ وغیرہ کیلئے بوسٹر لگائیں تاکہ ہم ان علاقے کے لوگوں کی ڈیمانڈ پورا کر سکیں۔ لہذا میں آپکے توسط سے اس معزز ایوان میں گزارش کرونگا کہ جہانتک سردار چاکر خان صاحب کی قرارداد کا تعلق ہے انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے اسکے لئے وقت نکالیں گے کہ ہم سب کو اکاموڈیٹ کریں شکریہ۔

مسٹر اسپیکر۔ کیا قائد ایوان اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیراعلیٰ۔ جناب اسپیکر۔ جہانتک اس قرارداد کا تعلق ہے ہماری جو قومی زبانیں ہیں وہ ہماری ثقافت کا ورثہ ہیں ان کے تحفظ کیلئے کام کیا جائے جیساکہ میرے معزز رکن نے اپنی قرارداد میں کہا ہے میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں ان کی گزارشات کو میں مرکزی حکومت تک پہنچاؤنگا وہ انکی اس خواہش پر مناسب غور کریگی۔

مسٹر اسپیکر۔ کیاآپ جام صاحب کے یقین دہانی سے مطمئن ہیں۔

سردار چاکر خان ڈومکی۔ جی میں مطمئن ہوں۔

مسٹر اسپیکر۔ پھر کیا قرارداد منظوری کیلئے پیش کیجائے؟

سردار چاکر خان ڈومکی۔ جناب والا! میرے خیال میں منظور ہو جائے تو بہتر ہے یا جیسے جناب والا چاہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ کیا سردار چاکر خان ڈومکی کی قرارداد کو منظور کیا جائے جو معزز اراکین اسکے حق میں ہوں وہ کھڑے ہو جائیں ....

وزیراعلیٰ۔ جناب اسپیکر! میں عرض کرونگا کہ اس پر ووٹنگ کا سوال نہیں۔ جیسا میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے حکومت ہمیشہ زبانوں کو ثقافتی ورثہ سمجھتی ہے میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں وہاں جاکر اس مسئلہ کو اٹھاؤنگا۔ جیسا کہا جارہا کہ ریڈیو اور ٹی وی سے سندھی زبان کو نشر کیا جائے۔ انشاءاللہ سندھی زبان بھی نشر ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں اسمیں

کوئی حرج نہیں اس سلسلے میں ہم مرکزی حکومت سے سفارش کریں گے۔ کہ سندھی زبان نشر کرنے پر غور کیا جائے۔

سردار چاکر خان ڈومکی۔ جناب والا! بہتر ہے کہ ووٹنگ کروالی جائے اور حق میں کھڑے ہونے والے کھڑے ہوجائیں تاکہ جان چھوٹ جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ اگر آپ جام صاحب کی یقین دہانی سے مطمئن نہیں ہیں تو ہم قرارداد ایوان میں رائے شماری کیلئے پیش کرتے ہیں۔ اور مطمئن ہیں تو آپ اپنی قرارداد واپس لے لیں۔

سردار چاکر خان ڈومکی۔ جناب والا! جام صاحب کی یقین دہانی کے بعد میں اپنی قرارداد نمبر ۴۷، واپس لیتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر۔ معزز رکن نے اپنی قرارداد نمبر ۴۷، واپس لے لی ہے۔

(قرارداد واپس لے لی گئی)

مسٹر اسپیکر۔ اب میر عبدالغفور بلوچ اپنی قرارداد نمبر ۱۴۹، ایوان میں پیش کریں گے۔

میر عبدالغفور بلوچ۔ جناب اسپیکر! میں آپکی اجازت سے یہ قرارداد ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ۔

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع

کرے کہ چونکہ مکران ڈویژن میں بجلی کا انحصار واپڈا جنریٹروں پر ہے اور محکمہ واپڈا ان جنریٹروں کو صحیح طور پر چلانے میں ناکام رہا ہے لہذا بجلی کی صحیح ترسیل اور عوام کو درپیش مشکلات کے ازالہ کے پیش نظر ان جنریٹروں کو مقامی انتظامیہ یا محکمہ ایریگیشن کے زیر انتظام دیا جائے۔"

مسٹر اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ چونکہ مکران ڈویژن میں بجلی کا انحصار واپڈا جنریٹروں پر ہے اور محکمہ واپڈا ان جنریٹروں کو صحیح طور پر چلانے میں ناکام رہا ہے لہذا بجلی کی صحیح ترسیل اور عوام کو درپیش مشکلات کے ازالہ کے پیش نظر ان جنریٹروں کو مقامی انتظامیہ یا محکمہ ایریگیشن کے زیر انتظام دیا جائے۔"

وزیر اعلیٰ۔ جناب اسپیکر! میں اس قرارداد کو تسلیم کرتا ہوں اور.........

مسٹر اسپیکر۔ جام صاحب آپ تشریف رکھیں۔ پہلے معزز رکن جنہوں نے قرارداد پیش کی ہے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

وزیر اعلیٰ۔ شکریہ۔

میر عبدالغفور بلوچ۔ جناب والا! واپڈا کو مکران ڈویژن میں دس سال ہوئے ہیں وہاں جنریٹروں کے ذریعہ بجلی پہنچائی جاتی ہے۔ مگر دس سال سے بجلی صحیح طور پر نہیں پہنچائی جا رہی۔

جناب والا! پسنی گوادر اور جیونی میرے علاقے ہیں جہاں جنریٹر لگے ہوئے ہیں جو اتنے خراب ہیں مگر واپڈا کا بہانہ یہ ہوتا ہے کہ کوئٹہ دور ہے ہمارے پاس مرمت کیلئے فنڈز نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں جنریٹر دو تین مہینوں تک ناکارہ پڑے رہتے ہیں جسکی وجہ سے عوام کو کافی مشکلات درپیش ہوتی ہیں اسکے ساتھ ساتھ کوئٹہ اور گوادر کے درمیان پندرہ سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے دور ہونے کے سبب ڈیزل نہیں ہوتا اور جنریٹر نہیں چل سکتے۔ کبھی کبھی تو مہینوں یہ جنریٹر بند پڑے رہتے ہیں واپڈا والے کہتے ہیں کہ پیٹرول پمپ والے ہمیں ڈیزل نہیں دیتے۔ جناب والا! ان مشکلات کے پیش نظر میں چاہتا ہوں کہ واپڈا کی بجائے صوبائی حکومت کسی اور محکمہ کے ذریعہ جنریٹروں کو چلانے کا انتظام کرے اس سے مقامی طور پر یہ پرابلم حل ہو سکتا ہے کہ وہاں کراچی یا کسی اور مارکیٹ سے وہ ڈیزل خرید سکیں ورنہ جیسے واپڈا کے آدمی چلا رہے ہیں میرے خیال میں یہ مناسب نہیں اور میں گذارش کروں گا کہ یہ ایوان میری قرارداد کی حمایت کرے۔ صوبائی حکومت کو چاہیئے کہ مکران میں جنریٹروں کو چلانے کا انتظام کسی اور محکمہ کو دیدے۔ شکریہ۔

مسٹر اسپیکر۔ کیا کوئی اور ممبر یا وزیر اس قرارداد پر بولنا چاہتے ہیں؟

سردار یعقوب خان ناصر۔
وزیر آبپاشی وبرقیات جناب والا! یہ بڑی اچھی قرارداد پیش ہوئی ہے۔ صوبائی حکومت کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ صارفین کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کرے۔ واپڈا نے ڈیزل سے چلنے والے بجلی گھر صوبائی حکومت کو منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن صوبائی حکومت نے کئی وجوہات

کی بنا پر انہیں قبول نہیں کیا ۔

نمبر ایک ۔ ڈیزل سے چلنے والے بجلی کا خرچ فی یونٹ تین سے چار روپے تک آتا ہے ۔ جبکہ واپڈا والے اسکے صرف چوالیس پیسے فی یونٹ وصول کرتے ہیں ۔ اس میں جو نقصان ہوتا ہے ۔ اسے صوبائی حکومت برداشت نہیں کرتی ہے ۔ چونکہ واپڈا پورے ملک میں بجلی سپلائی کرتی ہے ۔ اس طرح اسے کہیں نقصان کہیں فائدہ ہوتا ہے ۔ جس سے وہ اس نقصان کو پورا کرتی ہے ۔ صوبائی حکومت کیلئے یہ خسارہ ایک بوجھ ہوگا ۔ جو صوبائی حکومت برداشت نہیں کر سکتی اور یہ اسکے لئے بہت مشکل ہوگا ۔

دوسری بات یہ ہے کہ صوبائی حکومت کے پاس اتنی تعداد میں عملہ نہیں ہے ۔ کہ وہ ڈیزل سے چلنے والے بجلی گھروں کی دیکھبھال کر سکے ۔ اسکے باوجود بھی صوبائی حکومت مرکزی حکومت اس ضمن میں بات چیت کر رہی ہے ۔ تاکہ فی یونٹ کے نقصان کو سبسڈی میں مرکزی حکومت سے لیا جائے اور اس طرح اس کے دیگر معاملات بھی زیر غور ہیں ۔ دوسرے صوبوں کی طرح صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے یہ بھی مطالبہ کرے گی ۔ کہ بجلی کی ترسیل کا وہ نظام جو ڈیزل کے انجنوں سے چلنے والا ہے صوبائی حکومت کے حوالے کر دیا جائے تاکہ عوام کو بہتر سہولت ہو اور صوبائی حکومت کے مفاد میں ہو ۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ ۔ جناب والا ! جیساکہ میرے بھائی یعقوب خان صاحب نے کہا ہے کہ ڈیزل انجن خراب ہوجاتے ہیں تو واپڈا والے ٹھیک نہیں کرتے ہیں یہ بات میرے خیال میں انہوں نے بہت اچھی کہی ہے اور صحیح ہے ۔ میرے خیال میں واپڈا والوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جب بھی کوئی ٹرانسفارمر یا جنریٹر خراب ہوجاتا ہے تو وہ کبھی

بھی اپنے خرچ سے نہیں بناتے۔ بلکہ وہاں کے عوام اور یونین کونسل سے پیسے لے کر ریپئیر کرتے ہیں۔ میں اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس پر آئینی طریقہ سے عملدر آمد کرائیں۔ جہاں تک غفور بلوچ صاحب کی بات ہے میں ان کی حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب والا! معزز ممبر صاحب نے یہ جو تجویز پیش کی ہے کہ مقامی انتظامیہ یا عملہ ایریگشن کے زیر انتظام دیا جائے تو میرے خیال میں انتظامیہ کا کام بجلی چلانا نہیں ہے۔ بلکہ انتظامیہ کا کام کچھ اور ہوتا ہے۔ اور بجلی کے انتظام کیلئے ٹیکنیکل آدمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ کام واپڈا کا ہے۔ اور انتظامیہ کا کام لا اینڈ آرڈر کے مسئلہ کو حل کرنا ہے۔ جہانتک انہوں نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ محکمہ ایریگیشن اسے صحیح طور سے چلائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کیلئے کوئی طریقہ اور صحیح لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ اور اس کیلئے ایسی تجویز ہو جو اس کا صحیح حل ہو۔ اگر اسے انتظامیہ یا ایریگیشن کے سپرد کیا جائے تو میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے۔ انتظامیہ کا کام یہ نہیں ہے۔ میں ایوان سے یہ کہوں گا کہ بجلی کیلئے کوئی مناسب حل کیا جائے جو پورے صوبے کیلئے ہو۔

مسٹر عبدالغفور بلوچ۔ جناب والا! جہانتک مقامی انتظامیہ کا تعلق ہے تو واقعی مقامی انتظامیہ کا کام لا اینڈ آرڈر کو ڈیل کرنا ہے۔ اسکے علاوہ بہت ایسے مسئلے ہوتے ہیں جو مقامی انتظامیہ حل کرتی ہے۔ وہاں میونسپلٹیاں ہیں یونین کونسلیں ہیں ان کے ذریعے سے مقامی انتظامیہ بجلی چلانے کا انتظام کروا سکتی ہے۔ اسکے علاوہ محکمہ ایریگیشن کا تعلق ہے یعقوب صاحب نے اسکے بارے میں کہا ہے۔ میں

آپکو یہ بتانا چاہونگا کہ محکمہ ایریگیشن کے گوادر میں تقریباً پچیس تیس ڈیزل انجن کام کر رہے ہیں۔ جنریٹر کام کر رہے ہیں ان کا پورا عملہ وہاں کام کر رہا ہے۔ ان کے ذریعے سے پورے گوادر شہر کو پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ اگر ان جنریٹروں کی تعداد زیادہ کر دی جائے تو انہیں بجلی بھی مہیا کی جا سکتی ہے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ محکمہ ایریگیشن کے پاس عملہ نہیں ہے وہ اسکی دیکھ بھال نہیں کر سکتے۔ بلکہ گوادر میں ہمیں اس قسم کی جنریٹر بجلی مہیا کر رہے ہیں اور اس طرح کے جنریٹر وہاں نصب ہیں۔ جو ہمیں پانی بھی مہیا کر سکتے ہیں۔ ان کے پاس عملہ بھی پورا موجود ہے۔ جو وہاں کام سر انجام دے رہا ہے۔ اس طرح بجلی کے جنریٹروں کی تعداد بڑھا کر بجلی کے نظام کو ان کے حوالے کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ بہتر انتظام ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح ہمارے بجلی کے مسائل فوری طور پہ حل ہو سکتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ کوئی اور صاحب اس پہ بولنا چاہیں۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ۔ وزیر منصوبہ بندی وترقیات۔ جناب اسپیکر! جو قرارداد غفور بلوچ صاحب نے یہاں پیش کی ہے۔ ان کا تو مقصد یہ ہے کہ مکران ڈویژن میں جہاں جہاں ڈیزل انجن لگے ہوئے ہیں وہاں پر عوام کو بجلی صحیح طریقہ سے مہیا ہو سکے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ میں آپکے توسط سے اس ایوان کو اس بارے میں کچھ حالات سے آگاہ کر دوں۔ واپڈا کی انتظامیہ کافی عرصہ سے یہ کوشش کر رہی ہے کہ صوبائی حکومت ان جنریٹروں کا نظام اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اس سلسلہ میں واپڈا کے سینئر آفیسر اسوقت کے چیف

سیکریٹری جناب فقیر محمد بلوچ سے اور ایڈیشنل چیف سیکریٹری ایس آر پونیگر سے ملاقات کی تھی۔ کہ جناب یہ نظام اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا نظام اپنے ہاتھ میں لینا کوئی آسان بات نہیں مگر میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپکے توسط سے میں ایوان کو یہ بتادوں کہ اگر یہ نظام ہم نے اپنے ہاتھ میں لیا تو پھر اسکے باقی معاملات بھی ہماری ذمہ داری بن جائے گی۔ یہ چھوٹے چھوٹے جنریٹر ہیں ان کے ہائی اسپیڈ انجن ہیں۔ ان کی لائف ایک سال سے زیادہ نہیں ہوتی اگر اسے اچھے طریقہ سے بھی چلایا جائے۔ کیونکہ یہ ڈیزل انجن ہائی اسپیڈ آر پی ایم ہوتا ہے۔ اسے ہم زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو سال تک چلا سکتے ہیں۔ پبلک سیکٹر میں ہم اسے سال سے اوپر چلا لیں تو میں سمجھتا ہوں بڑی بات ہوگی۔ اگر صوبائی حکومت نے ان کا نظام اپنے ہاتھ میں لے لیا تو اسکے پرابلم ہمیں ایک سال بعد پیش آئینگے۔ اور پھر اسکی ذمہ داری ہمارے گلے میں بندھ جائے گی۔ تیسری بات یہ ہے کہ پرائم منسٹر کو پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق نوے فیصد گاؤں کو بجلی پہنچانا ہے۔ یہ ایک مشن ہے جو واپڈا کو دیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں واپڈا نے اس سلسلہ میں کافی اچھا کام کیا ہے۔ ماضی میں کافی الیکٹریفیکون کی ہیں اور اس سال بھی ہو رہی ہیں۔ پرائم منسٹر جب جنوری میں کوئٹہ تشریف لائے تھے اور اس کے بعد سبی آئے تھے تو اس وقت انہیں بار بار یہی بتایا گیا کہ جناب اس کیلئے یہ رقم کافی نہیں ہے۔ ہمارے دو ڈھائی سو گاؤں الیکٹریفیکیشن کیلئے ہیں اور نوے فیصد ویلج الیکٹرفیکیشن کا ٹارگیٹ ہم ۱۹۹۰ء تک پورا نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس سلسلہ میں زیادہ فنڈز مہیا کئے جائیں۔ جناب والا! اس قرارداد کے ساتھ اس کا یہ تعلق ہے اگر ہم نے واپڈا سے بعض ایریا جیسے مکران ڈویژن ہے اس کے ساتھ خاران ضلع کو بھی لے لیں جس میں ابھی تک بجلی کی الیکٹریفیکیشن نہیں

ہوئی۔ اگر صوبائی حکومت نے اس کا نظام اپنے ہاتھ میں لے لیا تو ہو سکتا ہے کہ آپکے دیہی الیکٹریفیکیشن کے کام پر بھی اثر پڑے۔ یہ فیصلہ آپ کریں۔ یا آپ کی اسمبلی کرے میں یہ چاہتا تھا کہ اس کی بیک گراؤنڈ آپ کے سامنے ضرور رکھدوں۔ شکریہ

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے میری گفتگو معزز رکن سے بجلی کے نظام کے بارے میں ہوئی تھی۔ اور خاص طور پر مکران میں لوگوں کی بے چینی کے بارے میں جہاں ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہوگا کہ بجلی کے اس نظام کو لوکل کونسل یا ٹاؤن کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اگر ممبران اسمبلی اس سے متفق ہوں کیونکہ وہ عوامی نمائندے ہیں۔ اور عوام اپنے عوام کی تکلیف کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کے عوامی نمائندے بہتر طریقہ سے اور بہتر انداز سے اس کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔ جہاں تک واپڈا کی نگہداشت کا تعلق ہے انہوں نے اس حد تک اتفاق کیا ہے جس قدر ہو سکے وہ یونین کونسل اور ٹاؤن کمیٹی کے حوالے کریں گے۔ اور ساتھ ہی اپنے فنی ماہرین جو اسے چلاتے ہیں۔ وہ بھی انہیں مہیا کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ میری اس تجویز سے محرک کو اتفاق ہوگا۔ لہذا اگر ان کی رائے ہو تو یہ نظام واپڈا سے لیکر انہیں دے دیا جائے یعنی یونین کونسل اور ٹاؤن کمیٹی وغیرہ کو دیدیا جائے۔

میر عبدالغفور بلوچ۔ جناب والا! میں جام صاحب کی یقین دہانی سے بالکل مطمئن ہوں اور میں جام صاحب سے صرف ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ یہ کام اسی سال ہونا چاہیئے یہ نہ ہو کہ ۱۹۹۰ء کے بعد۔

مسٹر اسپیکر۔ محرک نے جام صاحب کی یقین دہانی کے بعد قرارداد واپس لے لی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا قرارداد کو واپس لینے کی اجازت دی جائے؟

(تحریک منظور کی گئی) 18

قرارداد نمبر ۵۰۔

مسٹر اسپیکر۔ مسٹر نصیر احمد باچا اپنی قرارداد پیش کریں۔

نصیر احمد باچا۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

مسٹر اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبائی حکومت اپنے اور صوبہ کے عوام کے وسیع تر مفاد میں صوبائی سول سروس (انتظامی شاخ) کے اراکین کی حالت زار اور انہیں درپیش دیرینہ مشکلات اور ان کی جائز شکایات کا نوٹس لیتے ہوئے صوبہ کے اس اہم سروس کیڈر کو اس کا صحیح مقام دے اور اس ضمن میں صوبہ پنجاب کی تقلید کرتے ہوئے پنجاب صوبائی اسمبلی کے چوبیس دسمبر ۱۹۸۶ء کے اجلاس میں متفقہ طور پر منظور کی گئی پنجاب اسمبلی کے ممبران پر مشتمل کمیٹی کی رپورٹ میں دی گئی سفارشات کے خطوط پر جن پر حکومت پنجاب عمل درآمد کرا رہی ہے حکومت بلوچستان میں فوری طور پر مناسب اقدامات کر کے صوبائی سول سروس (انتظامی شاخ) کے اراکین میں پائی جانے والی بے چینی اور مایوسی کا مداوا کرے۔ مذکورہ بالا اقدامات پر عمل درآمد کرنے سے نہ صرف اس سروس کیڈر کے مسائل حل ہو جائیں گے

بلکہ صوبائی حکومت کو ایک اچھی ماتحت انتظامیہ بھی میسر آسکے گی جس سے وفاقیت اور صوبائی خود مختاری کے بنیادی تقاضے بھی پورے ہوجائیں گے۔"

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! محرک نے جو قرارداد پیش کی ہے بہت اچھی ہے اور یہ قرارداد ہمارے پی سی ایس افسران کے متعلق ہے۔ آپکو یاد ہوگا کہ میں نے ہر موقع پر ان کے متعلق آواز اٹھائی ہے جب میں مجلس شوریٰ میں تھا وہاں پر بھی میں سی ایس پی افسران کے متعلق آواز اٹھاتا رہا ہوں اور ان حقوق کے متعلق میں نے وہاں پر کافی تقریریں کی ہیں۔

جناب اسپیکر۔ مجھے جب کبھی بھی صدر مملکت اور وزیر اعظم صاحب کے ساتھ ملاقات کا موقع ملا ہے میں نے ان کے ساتھ بھی یہی بات کی ہے۔ اور میں نے اس نکتہ نظر کو ان کے سامنے پیش کیا ہے اور جہانتک اس قرارداد کا تعلق ہے اور پی سی ایس افسران کے تحفظ کا تعلق ہے یہ صوبائی حکومت کا معاملہ ہے اور دوسرے افسران مثلاً سی ایس پی اور ڈی ایم جی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں ان کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے۔ میں صرف اس تحریک کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد بہت اہم ہے۔ اس پر کافی غور وخوض کی ضرورت ہے اس قرارداد کو آئندہ اجلاس کی غیر سرکاری کارروائی تک کیلئے ملتوی فرمائیں تاکہ اس کے تمام قانونی پہلوی پر غور کیا جائے۔ اور اس قرارداد کو ایوان صحیح طریقے سے نپٹا کر اپنی سفارشات مرتب کرسکے اور بعد میں منظور کرسکے۔ میں سمجھتا ہوں ایوان کو مجھ سے اتفاق ہوگا بعد میں ممبران اسمبلی صحیح طور پر اپنے خیالات سے آگاہ کر سکیں گے۔

مسٹر اسپیکر۔ کیا ایوان اس بات سے اتفاق کرتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے یقین دہانی پر اس قرارداد کو اگلے اجلاس کی کارروائی تک ملتوی کیا جائے۔

مسٹر نصیر احمد باچا۔ جناب اسپیکر! ہم ۸۔ مارچ تک اجازت دیتے ہیں اسے ۸ تاریخ کو پیش کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ یہ ۸۔ مارچ کو پیش نہیں ہوسکتی ہے غیر سرکاری کارروائی والے دن پیش ہوسکتی ہے۔

مسٹر نصیر احمد باچا۔ جناب جام صاحب نے خود فرمایا ہے دو دن ممبران کو پڑھنے کیلئے دیں اور بعد میں جو اجلاس ہو یہ قراراداد پیش ہو۔

مسٹر اسپیکر۔ یہ قرارداد غیر سرکاری کارروائی والے دن پیش ہوگی جب بھی غیر سرکاری کارروائی کا دن ہوگا یہ قرارداد پیش ہوسکے گی۔

مسٹر نصیر احمد باچا۔ ٹھیک ہے۔

قرارداد نمبر ۵۱۔

مسٹر اسپیکر۔ مسٹر اقبال احمد کھوسہ صاحب اپنی قرارداد پیش کریں۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ۔ جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ :

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ حکومت بلوچستان کے فیصلے کے مطابق ایکسین ایریگیشن کا آفس جھٹ پٹ سے ڈیرہ مراد جمالی شفٹ کیا جارہا ہے اس سے تقریبًا جھٹ پٹ کے دوسو ملازمین بے روزگار ہوجائیں گے کیونکہ نہ تو وہاں پر ایکسین کیلئے آفس اور رہائش کیلئے کوئی جگہ ہے اور نہ ملازمین کیلئے جگہ ہے۔

لہذا عوام کی دشو اریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایکسین ایریگیشن کے دفتر کی منتقلی کا فیصلہ عوامی مفاد میں واپس لیا جائے "

مسٹر اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ۔

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ حکومت بلوچستان کے فیصلے کے مطابق ایکسین ایریگیشن کا آفس جو جھٹ پٹ سے ڈیرہ مراد جمالی شفٹ کیا جارہا ہے اس سے تقریبًا جھٹ پٹ کے دوسو ملازمین بے روزگار ہوجائیں گے کیونکہ نہ تو وہاں پر ایکسین کیلئے آفس اور رہائش کیلئے کوئی جگہ ہے اور نہ ہی ملازمین کیلئے جگہ ہے۔

لہذا عوام کی دشواریوں کی مدنظر رکھتے ہوئے ایکسین ایریگیشن کے دفتر کی منتقلی کا فیصلہ عوامی مفاد میں واپس لیا جائے "

مسٹر اسپیکر۔ کیا آپ کچھ بولنا چاہیں گے ؟۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ ۔ جناب اسپیکر ! سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ قرارداد تو میں نے بہت لمبی اور وضاحت سے پیش کی تھی۔ لیکن اسمبلی والوں نے اس کو بہت ہی مختصر کر دیا ہے ۔

جناب والا ! اس قرارداد کے بارے میں وزیر اعلیٰ بلوچستان نے متعلقہ محکمہ کو احکامات جاری کئے ہیں۔ لہٰذا میں مطمئن ہوں اور اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر ۔ قرارداد محرک واپس لینا چاہتے ہیں کیا ہاؤس اسکی اجازت دیتا ہے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر ۔ مورخہ ۸، مارچ ۸۷ء کو ایوان میں دیگر کارروائی کے علاوہ امن امان پر بحث ہوگی جو معزز اراکین اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ میری اُن سے گذارش ہے کہ وہ اپنے نام سیکریٹری اسمبلی کو دے دیں تاکہ وہ وقت کا تعین کر سکیں۔

پرنس یحیٰ جان ۔ میں نے ایک تحریک التواء پیش کی تھی جس پر جام صاحب کو آپ نے لمبی چوڑی تقریر کرنے کی اجازت دی تھی اور انہوں نے بعد میں بہت لمبی چوڑی تقریر بھی کی ہے۔ لیکن آپ نے ہمیں وقت نہیں دیا ہمیں آپ کب وقت دیں گے ۔

مسٹر اسپیکر ۔ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ ۸، مارچ کو دیگر کارروائی

کے علاوہ امن و امان پر بھی بحث ہوگی۔ آپ اس میں حصہ لے سکیں گے۔ اور بھی جو معزز ممبر صاحب بولنا چاہے انہیں بولنے کا موقع دیا جائے گا۔ آپ نام سیکرٹری اسمبلی صاحب کو لکھوا دیں۔

مسٹر اسپیکر۔ چونکہ ایجنڈے کے مطابق کوئی کارروائی نہیں ہے لہٰذا اسمبلی کا اجلاس ۸۔ مارچ صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(قبل دوپہر ساڑھے گیارہ بجے اجلاس ۸۔ مارچ ۱۹۸۷ء صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہوگیا)

(گورنمنٹ پریس کوئٹہ نمبر 972 ۔ تعداد 175 بکس ۳۔۸۸)